مفہوم وَلَایَتْ

مختلف تراجم و تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر محمد شکیل اوج

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

قرآن مجید کی ایک آیت کے حوالہ سے مختلف تراجم و تفاسیر کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔ اور وہ سورہ انفال کی آیت نمبر۷۲ ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ ھَاجَرُوْا وَ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُھَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے اموال ونفوس کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کیا اور وہ لوگ کہ جنہوں نے انہیں ٹھکانہ دیا اور امداد دی یہی لوگ ایک دوسرے کے اولیاء (سچے رفقاء اور ورثاء) ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ کہ جو ایمان لائے مگر ہجرت (واجب ہونے کے باوجود) نہ کی۔ (یعنی بلاعذر مخالفین کے ساتھ رہنا گوارا کر لیا) تو تمہارے لیے ان کی ولایت (وراثت) میں سے کچھ نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کریں البتہ اگر وہ دین کے لیے تم سے کوئی مدد چاہیں۔ تو تم پر ان کی مدد لازم ہے بشرطیکہ وہ اس قوم کے مقابلہ میں نہ ہوں جن سے تمہارا کوئی معاہدۂ (امن دوستی) ہے۔ اور اللہ ہر اس عمل کا دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت سے درج ذیل فوائد سامنے آتے ہیں۔

ا۔ مومن مہاجرین و انصار ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔

۲۔ مومن مہاجرین ،غیر مہاجرین کی وراثت سے (دارالکفر میں رہنے کی وجہ سے)محروم ہیں ۔اسی طرح اس کے برعکس بھی ہوگا۔

۳۔مومن غیر مہاجرین کے دارالکفر میں ہونے کے باوجود ملت اسلامیہ کے مرکز کی ذمہ داری ہے کہ دینی معاملات میں ان کی مدد کرے بشرطیکہ وہ اس امداد کے طالب ہوں (ظاہر ہے کہ ان کی یہ مدد جہاد کی صورت میں ہوگی)

۴۔اگر کافر قوم (ملک) سے مسلمانوں کے مرکز کا کوئی معاہدہ صلح و امن موجود ہے تو اس صورت میں بقائے عہد تک یہ امداد نہیں دی جاسکتی۔البتہ عہد کو ختم کر کے مدد کرنا جائز ہوگا جیسا کہ عبدالماجد دریا بادیؒ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔

فائدہ نمبر۳ کے مفہوم کی مزید تاکید کے لیے آیت مابعد (آیت نمبر۷۳) ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ۔

اور جو کفر کرتے ہیں۔وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔(اے مسلمانو) اگر تم ایسا نہ کرو گے (یعنی دین میں مدد کے طالبوں کی نصرت واعانت اور حفاظت و مدافعت ،سرپرستی و پشتیبانی، بصورت جہاد) تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

اس آیت میں اکثر وبیشتر علماء کے نزدیک اِلَّا تَفْعَلُوْہ میں ضمیر مفعول کا مرجع وہی نصرت ہے ۔جس کا ذکر " فعليكم النصر" میں آیا ہے ۔تفسیر جلالین میں الاتفعلوہ کا مفہوم تولی المومنین و قطع الكفار سے اور تکن فی الارض و فساد کبیر کا معنی بقوة الكفر و ضعف الاسلام سے کیا گیا ہے۔

تاہم پیش نظر آیت میں لفظ'' اولیاء'' اور'' ولایت'' قابل توجہ ہیں۔

دراصل آیت میں مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا اولیاء قرار دے کر غیر مہاجرین کو اس'' ولایت'' سے خارج کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ان ہر دو لفظوں کی حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے ۔یہ دونوں لفظ اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے پیوست نظر آتے ہیں۔ چونکہ یہاں مالكم من ولايتهم من شیء کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لیے اگر اس فقرہ میں لفظ ولایت کو سمجھ لیا جائے تو اولیاء کا مفہوم خود بخود واضح ہو جائے گا۔

اردو زبان کے بعض مترجمین نے اس فقرہ میں استعمال ہونے والے لفظ ولایت کو ولایت ہی رہنے دیا ہے ۔اس کا کوئی مفہوم اپنے ترجمہ میں بیان نہیں کیا۔مثال کے طور پر سید ابو الاعلیٰ مودودی، امین احسن اصلاحی، اور مسعود احمد (امیر جماعت المسلمین) کے تراجم دیکھے جاسکتے ہیں ۔اور اب نمونہ کے طور پر ایک ترجمہ بھی

دیکھ لیجیے۔

تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔(سید مودودی)

سید مودودی نے لفظ ولایت کو اپنی تفسیر میں بایں الفاظ بیان کیا ہے۔

> ولایت کا لفظ عربی زبان میں حمایت، نصرت، مددگاری، پشتیبانی، دوستی، قرابت، سرپرستی اور اس سے ملتے جلتے مفہومات کے لیے بولا جاتا ہے۔اور اس آیت کے سیاق و سباق میں صریح طور پر اس سے مراد وہ رشتہ ہے جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔ (۱)

اس مقام پر مودودی صاحب کا مفہوم ولایت جن جن لفظوں میں بیان ہوا ہے، ان پر ایک نظر پھر ڈال لیجیے۔حمایت، نصرت، مددگاری، پشتیبانی، دوستی، قرابت اور سرپرستی وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان مفہومات میں سے کوئی بھی مفہوم یہاں نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے کہ اس فقرہ کے بعد کا جو فقرہ ہے :و ان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر... الخ وہ ان مفہومات سے اِبا کرتا ہے۔مطلب یہ کہ اگر وہ تم سے نصرت طلب کریں تو تم پر ان کی نصرت فرض ہے۔لہٰذا ولایت کا یہاں کوئی ایسا مفہوم نہیں لیا جا سکتا۔جو ان کی نصرت کے خلاف جاتا ہو۔اسی لیے خود سید مودودی نے بھی یہاں ولایت کا ان مفہومات میں سے کوئی مفہوم مراد نہیں لیا۔بلکہ ان کے نزدیک یہاں ولایت سے مراد ''وہ رشتہ ہے، جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں سے اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔'' ظاہر ہے کہ اس مفہوم کی رو سے لفظ ولایت ملکی قومیت /وطنیت کے سیاسی تصور کو پیش کر رہا ہے اور یوں بحیثیت مجموعی ایک امت کے تصور کی نفی ہو رہی ہے۔علامہ اقبالؒ وطنیت کے اس سیاسی تصور کے سخت مخالف تھے۔انہوں نے اپنی ایک نظم میں اسے خلاف اسلام قرار دیا ہے فرماتے ہیں۔

گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے	ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

وہ اس تصور کو شرک سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے	جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے	اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے	اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے(۲)

لہٰذا اس مقام پر ''ولایت'' کا یہ مفہوم بھی غیر قرآنی معلوم ہوتا ہے۔بصورت دیگر ملکی /وطنی نیشنلزم کا تصور قرآن سے ماننا پڑے گا جو ناممکن سی بات ہے۔

نیز اسی عدم ولایت کی بناء پر مودودی صاحب دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا

وارث قرار نہیں دیتے اور نہ ہی ان کے مابین شادی بیاہ کے قائل ہیں۔اور قابل ذکر بلکہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان سب باتوں کو وہ ''اسلام کے دستوری و سیاسی ولایت'' کے تحت مستقل بنیادوں پر تسلیم کرتے ہیں۔(۳)

گویا ان کے نزدیک تفریق ریاست کے سبب (بشرطیکہ وہ دارالاسلام اور دارالکفر ہوں) آج بھی ہر دو ریاستوں کے مسلمان رشتہ ازدواج میں منتقل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں۔ہمارے خیال میں دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی ان باتوں کی پشت پر کوئی نص قطعی موجود ہے۔

اب آپ اردو کے وہ مترجمین دیکھئے جنہوں نے اس مقام پر ''ولایت'' کا معنی رفاقت سے کیا ہے۔ ان میں:

۱۔محمود حسن صاحب (اسیر مالٹا) ۲۔ثناء اللہ امرتسری ۳۔فتح محمد خان جالندھری

۴۔وحید الدین خان ۵۔غلام احمد پرویز ۶۔صوفی عبدالحمید سواتی

۷۔محمد جونا گڑھی شامل ہیں۔

نمونے کے طور پر محمود صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو: ''تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں۔'' یہ ترجمہ دیکھئے اور آیۂ گرامی کا فقرہ مابعد دیکھئے: و ان استنصروا کم فی الدین فعلیکم النصر بھلا بتایئے کہ وہ لوگ کہ جن کی رفاقت سے مسلمانوں کو کچھ کام نہ ہو۔ پھر ان کی نصرت کا حکم بھی دیا جائے، کیا یہ ممکن ہے؟

اسی طرح وہ مترجمین جنہوں نے '' ولایت'' کا معنی دوستی سے کیا ہے۔وہ یہ ہیں: سرسید احمد خان، مرزا حیرت دہلوی، مرزا بشیر الدین محمود (قادیانی) اور محمد علی (لاہوری)۔نمونہ کے طور پر سرسید احمد خان کا ترجمہ دیکھئے: '' تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ۔'' جبکہ مرزا بشیر الدین کے ہاں دوستی کے ساتھ لفظ ''ولی'' کا اضافہ ملتا ہے۔

ظاہر ہے کہ رفاقت اور دوستی دونوں ہم معنی الفاظ ہیں اس اعتبار سے ہمارے نزدیک اس مفہوم کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر رفاقت کے تحت تبصرہ میں پیش کیا گیا ہے۔

اہل تشیع میں حافظ فرمان علی نے ولایت کا معنی سرپرستی سے کیا ہے ۔ ملاحظہ ہو: '' تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں ۔''

مگر تعجب ہے کہ مترجم موصوف نے اپنا حاشیہ وراثت کے مفہوم پر مشتمل لکھا ہے۔(۵) فرماتے ہیں:

> جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مہاجرین و انصار کو باہم ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور باہم ایک دوسرے کے وارث بھی ہوئے۔جب آیہ اولو الارحام نازل ہوئی تو یہ وراثت موقوف ہوئی

ترجمہ میں سرپرستی اور حاشیہ میں وراثت...اس واضح فرق پر کیا تبصرہ کیا جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر بایں الفاظ کی گئی ہے:

قیل نزلت الایۃفی المیراث و کانو ایتوارثون بالھجرۃ فجعل اللہ المیراث المھا جرین والانصار دون ذوی الارحام و کان الذی امن ولم یھاجرلم یرث من اجل انہ لم یھا جرولم ینصر و کانو ایعملون بذلک حتی انزل اللہ تعالیٰ واولو الارحام بعضھم اولی بعض فسخت ھذہ الایۃ وصارالمیراث لذوی الارحام المومنین ولایتوارث اھل ملتین عن ابن عباس والحسن وقتادہ ومحاھد والسدیی۔ (۶)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ ولایت کا معنی میراث ہے اور اکثر مترجمین ومفسرین نے اس کا معنی وراثت یا میراث سے ہی کیا ہے۔البتہ ایک ترجمہ میں لفظ'' ترکہ'' بھی استعمال کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ وراثت اور میراث ہم معنی الفاظ ہیں اور ترکہ میں البتہ قدرے وسعت پائی جاتی ہے ۔ یعنی میت جو کچھ چھوڑ جائے وہ ترکہ ہے اور ترکہ ان تمام مفاہیم پر بولا جاتا ہے۔

۱۔میت اگر مقروض ہے تو ترکہ میں سے قرضہ ادا کیا جاتا ہے۔

۲۔میت نے اگر کسی کے حق میں مشروع وصیت کر دی ہے تو وہ بھی ترکہ میں سے نکالی جاتی ہے۔

۳۔میت نے اگر اپنی اہلیہ کو مہر نہیں دیا ہے تو وہ بھی ترکہ میں سے نکالا جاتا ہے۔

۴۔خود میت کی تجہیز،تکفین اور تدفین بھی ترکہ میں سے کی جاتی ہے۔

پھر جو کچھ بچ رہے،اسے مال موروثہ، ورثہ، میراث یا وراثت کہا جاتا ہے اور اس باقی ماندہ مال پر احکام وراثت جاری کیے جاتے ہیں۔ یوں میت کے چھوڑے ہوئے کل مال کو ترکہ کہا جاتا ہے۔معلوم رہے کہ ہمارے محولہ تمام مترجمین ومفسرین میں احمد رضاخان صاحب بریلوی واحد مترجم ہیں کہ جو ولایت کا ترجمہ'' ترکہ'' سے کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:''تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا۔''

اس ترجمے کی رو سے فقط تعدیم میراث ہی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ تعدیم دین(قرض) تعدیم مہر اور تعدیم وصیت،غرض سب ہی ثابت ہو جاتے ہیں۔ یوں یہ ترجمہ اپنی جامعیت اور معنویت میں سب سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔بلاشبہ یہ ترجمہ رضا صاحب کے تفردات میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

جبکہ ۱۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب۲۔ اشرف علی تھانوی۳۔ سید محمد محدث کچھوچھوی ۴۔ احمد سعید دہلوی ۵۔مفتی احمد یار خان نعیمی ۶۔عبدالماجد دریابادی ۷۔ احمد سعید کاظمی ۸۔ پیر محمد کرم شاہ الازھری کے ہاں ولایت کا ترجمہ وراثت یا میراث کیا گیا ہے۔

نمونہ کے طور پر ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ ملاحظہ ہو:''تو تم مسلمانوں کو ان کی وراثت سے کچھ تعلق نہیں۔''

وراثت کے لفظ سے مفہوم آیت یہ نکلتا ہے کہ دارالکفر میں رہنے والے مومنوں کی وراثت، مہاجروں

میں جاری نہیں ہو گی۔ (اسی طرح اس کے برعکس ہو گا) خواہ وہ ایک دوسرے کے باپ، بھائی، کیوں نہ ہوں۔ البتہ احمد رضا خان صاحب کے ترجمے کی رو سے اسی مفہوم پر اتنا اضافہ اور کرلیں کہ اگر کوئی کسی کا مقروض ہو یا کسی کے حق میں وصیت ہو یا اہلیہ کا مہر ہو تو بھی دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمانوں کے مابین یہ تینوں حقوق غیر مؤثر رہیں گے نیز ان پر احکام وراثت جاری نہیں ہوں گے۔ (مگر اب یہ احکام منسوخ ہو چکے ہیں) البتہ تفسیر جلالین میں زیر بحث فقرۂ قرآنی کا مفہوم بایں الفاظ درج ہے: فلا ارث بینکم و بینھم و لا نصیب لھم فی الغنیمة۔ (یعنی اے مہاجر مسلمانو) تمہارے اور غیر مہاجر مسلمانوں کے مابین کوئی میراث نہیں اور نہ ہی ان کے لئے مال غنیمت میں سے کوئی حصہ ہے اور الاستاد الدکتور وھبة الزحیلی نے بھی اپنی تفسیر "التفسیر المنیر فی الشریعة و المنھج میں مذکورہ بالا الفاظ ایضاً لکھے ہیں۔ گویا ان ہر دو حضرات کے نزدیک میراث کے ساتھ مال غنیمت بھی شامل ہے جس میں غیر مہاجرین کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

جبکہ ملا احمد جیون نے آیت مذکورہ کو جس عنواں کے تحت لکھا ہے، وہ یہ ہے: "ہجرت کی بنا پر جو ورثاء وراثت سے محروم ہوئے۔" (۷) اس لئے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اس آیت میں ولایت بمعنی وراثت ہی استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح امام ابن جریر طبری نے بھی اپنی تفسیر میں اور امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی (۵۹۷ھ) نے بھی اپنی تفسیر زاد لمسیر فی علم التّفسیر میں ولایت سے مراد میراث کو لیا ہے۔ فرماتے ہیں: "لیس بینکم و بینھم میراث۔"

ولایت کا معنی وراثت قرآنی لغت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ "ولی" بمعنی وارث بھی استعمال ہوا ہے۔ سورہ الاسراء کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا ..

اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے۔ ہم نے اُس کے وارث کو اختیار دیا ہے۔

(فتح محمد جالندھری)

تفسیر جلالین میں بھی لِوَلِیِّهٖ کا معنی لِوارثِهٖ لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ ولایت کا معنی وراثت سے کرنا از روئے لغت قرآن کریم بھی ثابت ہوا اور یہ ہمارے مؤقف کے حق میں دوسری دلیل ہے۔ پہلی دلیل تو خود نظم کلام سے مستنبط تھی جیسا کہ اوپر گذرا اور اب ہم اپنے مؤقف کے حق میں تیسری دلیل الآیات یفسر بعضھا بعض کے تحت سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۵ سے پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ
اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔

اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہ کرو یعنی کمزور مردوں اور عورتوں اور

بچوں کے واسطے، جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی
سے نکال کہ جس کے لوگ ظالم ہیں اور (اے اللہ!) ہمیں اپنے پاس سے کوئی
حمایتی اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔

اس آیت کو دیکھیے اور پھر سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷۲ کو دیکھیے اور خود فیصلہ کیجئے کہ جب سورۂ النساء میں مکہ معظمہ کے بے بس اور کمزور مسلمانوں کی مدد کے لیے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو اُبھارا جا رہا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سورۂ انفال میں انہی مسلمانوں کے لیے یہ کہا جا رہا ہو کہ:

تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں۔ (محمود حسن)
تمہارے لیے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں۔ (محمد جونا گڑھی)
تمہاری ان سے ذرا رفاقت نہ ہونی چاہئے۔ (ثناء اللہ امرتسری)
تو ان سے تمہارا رفاقت کا کوئی تعلق نہیں۔ (وحید الدین خان)
تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں۔ (حافظ فرمان علی)
تم پر ان کی دوستی کا کوئی حق نہیں۔ (محمد علی لاہوری)
ان سے دلی دوستی کرنا تمہارا کام نہیں۔ (مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)
تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ (فتح محمد خان جالندھری)
نہیں آپ لوگوں کا کچھ تعلق ان کی رفاقت سے۔ (صوفی عبدالحمید سواتی)
تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ۔ (سر سید احمد خان)
تو تمہیں ان کی دوستی سے کچھ (کام) نہیں۔ (مرزا حسرت دہلوی) وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷۲ میں جن مترجمین نے ولایت کا معنی وراثت، میراث اور ترکہ سے نیز لفظ اولیاء کا معنی اسی مناسبت سے وارث ہونے سے کیا ہے، وہی ہمارے نزدیک زیادہ صحیح اور نظم قرآن کے مناسب اور رُوحِ قرآنی کے مطابق ہے۔ اس مقام پر اس مطلوب کے پانے کی سعادت جن اُردو مترجمین کے حصے میں آئی ہے، ان کے اسمائے گرامی ایک بار پھر ملاحظہ ہوں:

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی۔ احمد رضا خان بریلوی۔ اشرف علی تھانوی۔ سید محمد محدث
کچھوچھوی۔ احمد سعید دہلوی۔ مفتی احمد یار خان نعیمی۔ عبدالماجد دریابادی۔ احمد
سعید کاظمی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری۔

اور انگریزی مترجمین قرآن میں پروفیسر شاہ فرید الحق اور عبدالماجد دریابادی (۸) نے اسی مفہوم کو اپنے اپنے تراجم میں پیش نظر رکھا ہے۔ نمونہ کے طور شاہ فرید الحق کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

You have no duty to their inharitence

جبکہ محمد علی لاہوری،(۹) عبداللہ یوسف علی ، مارما ڈیوک پکتھال، ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی، ڈاکٹر محمد تقی الدین الہلالی، ڈاکٹر محمد محسن خان اور محمد معظم علی کے ہاں ولایت کا مفہوم **protection** سے ادا کیا گیا ہے ۔ البتہ ایم ایچ شاکر کے ہاں **Guardianship** اور آرتھر جے آربری کے ہاں **friendship** کے الفاظ لکھے گئے ہیں اور لبنان سے شائع ہونے والے مُسلم اسکالرز کے ترجمے میں **responsibility** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا انگریزی تراجم میں ہمارا مختار اور مطلوب ترجمہ عبدالماجد دریابادی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کا ہے ۔

حواشی

۱۔تفہیم القرآن،جلد دوئم حاشیہ نمبر۵۰ص۱۶۱.ادارہ ترجمان القرآن لاہور،۱۹۷۵ء.

۲۔بانگ درا،نظم زیرعنوان وطنیت ص۱۶۰،۱۶۱.شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور سنہ اشاعت ۱۹۷۶ء.

۳۔تفہیم القرآن،جلد دوئم،سورۂ انفال،حاشیہ نمبر۵۱،ص۱۶۲ ادارہ ترجمان القران لاہور سنہ اشاعت ۱۹۷۵ء.

۴۔غلام احمد پرویز نے اپنے مفہوم القرآن میں ولایت کو''اعانت و رفاقت'' سے تعبیر کیا ہے۔

۵۔اسی طرح تعجب ہے کہ پیر محمد کرم شاہ الازھری،اپنے ترجمہ میں ولایت کا ترجمہ وراثت سے کرتے ہیں.مگر اپنے حاشیہ میں،ترجمے سے ہٹ کر تفسیر کرتے ہیں. دیکھیے ضیاء القرآن،جلد دوئم،سورۂ انفال کا حاشیہ نمبر۹۰.

۶۔الشیخ الطبرسی (متوفی ۵۴۸) مجمع البیان فی تفسیر القرآن،جلد دوئم ص ۵۶۱،مکتبہ العلمیۃ الاسلامیہ،طہران،سنہ اشاعت ندارد۔

۷۔تفسیرات احمدیہ فی بیان آلایات الشرعیہ،(اُردو ترجمہ) جلد اوّل،ص۵۲۳،قرآن کمپنی لمیٹڈ،اُردو بازار لاہور،سنہ اشاعت ندارد.

۸۔عبدالماجد دریابادی کا پہلا ترجمہ مع تفسیر کے انگریزی میں ہوا تھا.

۹۔محمد علی لاہوری نے بھی اُردو ترجمہ وتفسیر سے قبل انگریزی میں ترجمہ وتفسیر کا کام کر لیا تھا.

☆☆☆☆☆